www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فکر و نظر

سطور ذیل میں ہم اپنے محترم دوست ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل کی طرف سے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے نام ایک کھلا خط معمولی کانٹ چھانٹ سے شائع کر رہے ہیں جس میں پاکستان کو درپیش سیاسی مسائل کا ایک جامع مگر مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ ایک دردمند دل کی آواز ہے' امید ہے کہ اسے اسی جذبہ سے پڑھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین!

محترمہ بے نظیر بھٹو! السلام علیکم

اتفاق سے آپ کی دوسری وزارت عظمیٰ سیاست دوراں میں کچھ تیزی لانے کا باعث بنی ہے۔ یہ حکومت بنانے میں کامیابی کا شاخسانہ ہے کہ آپ نے انتخابات کو آزادانہ' منصفانہ اور شفاف قرار دیا ہے۔اس سبب سے جہاں الیکشن کمیشن' فوج اور عدلیہ شکریہ کے مستحق قرار پائے ہیں وہاں سب سے زیادہ خراجِ تحسین نگران وزیراعظم معین قریشی کو ملنا چاہیے جو آپ سے وزارتِ عظمیٰ کے بدلے میں پھولوں کا گلدستہ وصول کرکے سیدھے واشنگٹن واپس پہنچے وہ اس مشن کی تکمیل کامیابی سے کرچکے تھے جسے پورا کرنے کے لئے انہیں درآمد کیا گیا تھا۔

قبل ازیں پاکستان کو امریکی نو آبادیاتی نظام (Neo-colonialism) کا حصہ سمجھا جاتا تھا اور امریکی سفیر کو یہاں وائسرائے بہادر کا درجہ حاصل تھا۔ لیکن اب بات اس سے کہیں آگے بڑھ چکی ہے اور انکل سام اپنے احکامات پر حرف بحرف عمل درآمد کرانے پر بضد ہیں۔ نگران حکومت نے ورلڈ بنک اور آئی' ایم' ایف کی ریکوری ٹیم کا کردار ادا کیا۔ معین قریشی نے ایک تحلیل کنندہ (Liquidator) کی طرح پاکستان کے عوام کا خون نچوڑ کر سود کی رقم بدیشی آقاؤں کی خدمت میں پیش کردی۔ امریکہ جن اقتصادی پابندیوں کے ذریعہ ایران' لیبیا' عراق اور سوڈان کو نیچا دکھا کر عالم اسلام کو کمزور کرنے کا سلسلہ شروع کرچکا تھا' پاکستانی کرنسی کی قیمت کم کرکے اس نے وہی مقاصد حاصل کرلئے۔بنیادی ضروریات زندگی کو مہنگائی کے ذریعہ عام آدمی کی دسترس سے دور کردیا گیا۔ پاکستانی باشندوں کو مقدمہ چلانے کے لئے امریکہ کے حوالے کرکے ملک کی عزت و

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ناموس کو نیلام کیا گیا۔ منشیات کے نام پر موت کی سزا کا آرڈیننس جاری کر کے ثابت کیا گیا کہ جو سزا امریکی شہریوں کو نہیں دی جا سکتی وہ پاکستان میں اس لئے نافذ کی گئی کہ یہ غلاموں کا ملک ہے۔ امریکی جنرل ہوور کو سیاچن جیسے حساس علاقے کا دورہ کرایا گیا۔

نام نہاد عالمی مبصرین کی ٹیمیں بھی ایک سازش کے تحت پاکستان آئی تھیں۔ امریکی قانون ساز ادارے نے 1990ء سے "پاکستان کی امداد" کے ممبران سے یہ شرط عائد کر رکھی ہے کہ پاکستان کی اقتصادی امداد، فوجی امداد اور تعلیم و تربیت کے پروگرام اس شرط پر جاری رکھے جائیں گے کہ پاکستان میں انتخابات عالمی نگرانی میں (Internationally Monitored) منعقد ہوں گے اور خصوصی عدالتیں ان کی راہ میں مزاحم نہیں ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ ان ٹیموں سے آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات کے انعقاد کے سرٹیفکیٹ حاصل کئے گئے۔ یہ ملکی معاملات میں بیرونی مداخلت کی بہترین مثال تھی۔ صیہونی لابی کی اس سے بھی بڑی سازش پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ختم (Roll back) کرنا ہے۔ عالمی نظام نو (نیو ورلڈ آرڈر) کی کامیابی کے لئے بھارت اور اسرائیل کے تعاون سے اس فریضہ کو سرانجام دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستانی حکمرانوں کو چاہیے کہ خبردار ہو کر ہوش کے ناخن لیں اور بیرونی تسلط سے آزادی کے لئے موثر اقدامات کریں۔

اندرونی محاذ پر سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری کا ہے۔ نئی بھرتی اور ملازمتوں پر سالہا سال تک پابندی لگائے رکھنا کسی طرح بھی ایک محبِّ وطن حکومت کا وطیرہ نہیں ہو سکتا۔ یہ فرعونی نظام کی علامت ہے۔ جس طرح فرعون بچوں کے قتل کا مرتکب ہوا اسی طرح موجودہ نظام میں معاشی قتل کے ذریعہ نوجوانوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے سابقہ دور میں جو ادارہ ملازمت (Placement Bureau) تشکیل دیا تھا اس کی وساطت سے صرف پی پی کے کارکنوں کو نوکری مل سکتی تھی۔ آپ کی موجودہ حکومت کے لئے اس روش کی اصلاح کر کے اور دیگر عوام کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک ترک کر کے انہیں روزگار مہیا کرنا ضروری ہے۔

دوسرا بڑا مسئلہ شعائر اسلامی پر عمل اور نفاذ اسلام کا ہے۔ فحاشی اور عریانی کا فروغ اخلاق باختہ مغرب کی اندھا دھند پیروی سے ہو رہا ہے۔ یہودی گماشتے عیسائی دنیا کو فحاشی کا دلدادہ بنا کر اب باقی ماندہ اقوام کو بھی اس دلدل میں گھسیٹ رہے ہیں۔ تاکہ انہیں ناکارہ بنا کر اپنے دام فریب میں لا سکیں اور اپنے نئے عالمی نظام کو دنیا پر مسلط کر سکیں۔ اگر اس کے حل کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو ایڈز کی وبا مسلم ممالک کا بھی رخ کر لے گی۔ خصوصاً ذرائع ابلاغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ضابطہ اخلاق پر سختی سے عمل کریں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نفاذ شریعت (Islamisation) سے دراصل اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اس کا احیاء مراد ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرون وسطیٰ کے حکمرانوں کی نگرانی میں تیار کردہ قوانین کچھ ردوبدل کے ساتھ نافذ کردیئے جائیں۔ درباری ملاؤں کی تخمین و ظن سے دامن بچاتے ہوئے اسلام کے ازلی' ابدی اور آفاقی اصولوں پر مبنی نظام کا قیام ضروری ہے۔ اس غرض کے لئے قائم کردہ کونسلیں' کمیٹیاں اور دیگر ادارے اجتہاد کے دروازے بند کرکے لکیر کے فقیر نہ بنیں بلکہ حقیقی اسلام سے آگاہی حاصل کریں۔ آپ کی سابقہ کابینہ کے ایک اجلاس میں شرعی قوانین کو فرسودہ (Archaic) اور وحشیانہ (Barbaric) کہا گیا تھا جس کا نوٹس سپریم کورٹ نے بھی لیا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آئندہ مغربی پراپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر سابقہ روش کو خیرباد کہا جائے۔

آئین میں چند اسلامی دفعات نمائشی طور پر شامل کردی گئی ہیں لیکن انہیں دیگر دفعات پر کوئی فوقیت نہیں دی گئی۔ وزارت قانون پر غیر اسلامی قوانین بنانے پر کوئی قدغن نہیں۔ یہ عوام پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ اگر فارغ ہوں تو اپنے وسائل خرچ کرکے ان غیر اسلامی قوانین کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کرسکتے ہیں۔ اگر عدالت انہیں غیر اسلامی قرار دے بھی دے تو حکومت حسب عادت سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردیتی ہے۔ سالہا سال کے بعد اگر فیصلہ ہوجائے تو سرکاری کارپرداز معمولی ردوبدل کے بعد وہی قانون دوبارہ نافذ کردیتے ہیں اور معترضین کو ایک بار پھر وفاقی شرعی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اکثر ممبران بنیادی اسلامی تعلیمات سے نابلد ہوتے ہیں اور آرٹیکل 62 اور 63 کے تقاضے پورے نہ کرتے ہوئے بھی پارلیمان میں جابیٹھتے ہیں۔ لہٰذا قوانین وہ نہیں وزارتِ قانون میں بیٹھا ہوا ایک ڈرافٹس مین تیار کرتا ہے۔ پارلیمنٹ کا کام صرف ان پر انگوٹھا لگانا ہوتا ہے۔ اتنے اہم معاملہ سے حکومت کا اغماض' غفلت شعاری کے زمرہ میں آتا ہے اور اس غیر ذمہ داری پر اسے معاف نہیں کیا جاسکتا۔

سب سے بڑی مثال سود کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ہے جس پر عمل درآمد کرنے کی بجائے سابقہ حکومت اپیل میں چلی گئی۔ یہ فیصلہ راقم الحروف کی درخواست پر دیا گیا اور اب اس کی اپیل "وفاق پاکستان بنام ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل" سپریم کورٹ میں سماعت کی منتظر ہے۔ سود کے خاتمہ کے لئے آئین میں موجود دفعات پر کاربند ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ تمام علماء' عامۃ الناس' دینی و سیاسی جماعتوں کے متفقہ مطالبہ کے باوجود اس فیصلہ کو من و عن تسلیم نہیں کیا گیا اور نہ سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لی گئی۔ یہ سود کا وبال تھا جو سابقہ حکومت کی کشتی ڈبو گیا۔ اب گیند آپ کی کورٹ میں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو پس پشت ڈالنا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کسی طرح بھی آپ کے مفاد میں نہیں ہو گا۔ اس ضمن میں قرآن کی سرزنش ملاحظہ ہو:

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو باقی ماندہ سود کو ختم کردو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ" (البقرۃ: آیت 278-279)

سود کی ممانعت صرف دین اسلام میں ہی نہیں بلکہ دیگر آسمانی ادیان بشمول عیسائیت و یہودیت میں بھی سود کا لین دین منع ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جدید ماہرین معاشیات سود کے ظالمانہ نظام کی تباہ کاریوں سے واقف ہو چکے ہیں۔ اسی لئے لارڈ کینز نے دور حاضر میں صفر شرح سود (Zero Rate of Interest) کو مثالی قرار دیا ہے اور اس طرح سے سود کے خاتمہ کو اپنا آئیڈیل بنایا ہے۔ دنیا بھر میں پائی جانے والی غربت' مہنگائی' افراط زر اور معاشی ناہمواری سود کی مرہونِ منت ہے۔ ہر سال کی جانے والی خسارے کی سرمایہ کاری اور انڈ یکیشن سود کی مرہون منت ہے' اس کا خاتمہ ہو جائے تو پوری دنیا سکھ کا سانس لے گی۔ اگر عالمی مالیاتی نظام مختلف ہے تو ہم اس کے پابند نہیں۔ ابتدا میں قربانی بھی دینا پڑے تو ایک نظریاتی مملکت ہونے کی بناء پر پاکستان کو اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

کشمیر کا مسئلہ انتہائی نازک معاملہ ہے۔ آپ کے انتخاب پر سب سے پہلے بھارتی وزیر اعظم نرسیمار اؤ نے مبارک باد بھجواتے ہوئے کشمیر کے بارے میں مذاکرات کی پیش کش کی جسے آپ کی جانب سے فوری طور پر قبول کرلیا گیا۔ بھارتی حکمران آپ کی حکومت سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں کیونکہ ماضی کا تجربہ ان کے سامنے ہے۔ بھارت نے ایک بڑی کامیابی شملہ معاہدہ کی صورت میں پہلے ہی حاصل کر رکھی ہے جس کی رو سے کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے عالمی ادارے بشمول اقوام متحدہ' مداخلت کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

پاک فوج کا تشخص بہتر بنانے اور امیج بحال کرنے کی جانب کافی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ 1971ء کے بعد آرمی کا موراِل بلند کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے۔ جنرل ضیاء کے مارشل لاء کے بعد فوج کو سیاست میں ملوث کرنے کی پوری کوشش کی گئی اور اسے مستقل سیاسی کردار دیئے جانے کی بات ہوئی۔ فوج کے ایک سربراہ کو آپ نے تمغہ جمہوریت بھی دیا۔ آپ کی پارٹی کے پہلے دور حکومت میں سول مارشل لاء کی بدعت ڈالی گئی جس کے اثرات آمرانہ سول حکومت کی صورت میں سامنے آئے۔ جمہوریت ہنوز اس قابل نہیں ہو سکی کہ فوج کی مدد کے بغیر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خلیج کی جنگ کے تلخ تجربہ کے بعد اسلامی، آئینی اور اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر پاک فوج کو ایک مرتبہ پھر امریکی کمان میں صومالیہ میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑنے پر مجبور کردیا گیا۔ امریکی صیہونی شاطروں نے صومالیہ میں پاک فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسے بدنام کیا اور اپنے عالمی نظام کی توسیع اور سوڈان سمیت افریقہ کے مسلم ممالک میں اسلامی احیاء کی تحریک کو روکنے کے لئے مہرے کے طور پر استعمال کیا۔ تقریباً سو فیصد مسلم آبادی والے ملک صومالیہ میں قحط زدگان کے لئے امدادی سرگرمیوں کو پس پشت ڈال کر وہاں کے سیاسی نظام میں مداخلت اور عوام کے قتل عام کا کوئی جواز نہیں تھا۔ خود امریکہ میں صومالیہ سے فوجیں واپس بلانے کا مطالبہ زور پکڑنے کے باوجود ہمارے ارباب اختیار کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ صومالیہ میں امریکی مداخلت کے عزائم مندرجہ ذیل تھے جو اس نے بڑی حد تک حاصل کرلئے ہیں۔

1- اسلامی ملک صومالیہ کے حصے بخرے کرنا۔
2- بحیرہ احمر اور بحر ہند میں آبی راستوں کا کنٹرول حاصل کرنا۔
3- صومالیہ میں خام لوہے اور یورانیم کے ذخائر پر قبضہ کرنا۔
4- سوڈان میں مداخلت کے لئے راہ ہموار کرنا۔
5- بھارت کو اسرائیل کے اتحادی کی حیثیت سے صومالیہ کے معاملات میں لانا۔
6- پاکستان کے خلاف نفرت پیدا کرنا اور پاک فوج کو نقصان پہنچانا۔
7- دنیا بھر میں آئندہ فوجی مداخلت کے لئے جواز فراہم کرنا۔
8- عیسائی قوتوں اور حلیف مسلمانوں کو صومالیہ کی اسلامی ریاست تباہ کرنے کے لئے استعمال کرنا۔
9- صومالیہ کا تشخص اور اسلامی نظریہ تباہ کرنا۔
10- بڑی تعداد میں صومالی باشندوں کا انخلا اور ہجرت۔
11- عالمی اسلامی تحریک کو نقصان پہنچانا۔

ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کی اہم ذمہ داری یہ ہے آئندہ کسی بھی فوجی مہم میں پاک فوج کو سوچے سمجھے بغیر ملوث نہ کیا جائے تاکہ اس کی کردار کشی کی نوبت نہ آئے۔ اگر اس صورت حال کو تبدیل نہ کیا گیا تو امریکہ اس روایت کو دہرانے سے گریز نہیں کرے گا جب تاج

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

برطانیہ نے ہندی مسلمان فوجیوں سے خانہ کعبہ پر گولی چلوادی تھی۔ بوسنیا کے حالات اس امر کے زیادہ متقاضی تھے کہ افواج وہاں بھجوائی جاتیں لیکن ایسا نہ کرنا سراسر منافقت اور دوہرے معیار (Double Standard) کی غمازی کرتا ہے۔

فلسطین کے حالیہ واقعات انتہائی تشویش کا باعث ہیں۔ یاسر عرفات کا اسرائیل سے معاہدہ کوئی معجزہ نہیں بلکہ ایک بزدلانہ اقدام ہے۔ یہ اسرائیل کے ہاتھوں فلسطین کو فروخت کردینے کے مترادف ہے۔ یہ معاہدہ کم اور اعلامیہ زیادہ ہے۔ اسرائیل کی شروع سے یہ کوشش تھی کہ اسے اپنے وجود کا جواز مل جائے۔ محدود پیمانے پر بلدیاتی اختیارات کے حصول کی اتنی بڑی قیمت ادا کرنے کے اہل فلسطین کبھی متحمل نہیں ہوسکتے۔ اسلامی ممالک کو یہ معاہدہ ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ خصوصاً پاکستان، جس نے جلد بازی کرتے ہوئے فلسطین کے لئے سفیر کا تقرر بھی کردیا تاکہ اسرائیلی حدود میں سفارتخانہ کھولا جاسکے، امریکی دباؤ کا مظہر نظر آتا ہے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا یا اس کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات رکھنا پاکستانی حکمرانوں کے لئے ناممکن ہوگا کیونکہ ایسا کرنا نظریہ پاکستان کی نفی، قبلہ اول سے غداری اور عالمِ اسلام پر یہودی تسلط کے مترادف ہے۔ جہاں تک فلسطینی سرزمین پر یہودی قبضہ کا تعلق ہے، یہ اس مکافاتِ عمل کا حصہ ہے جس کے تحت دنیا بھر کے صیہونی یہودی ایک خطہ میں جمع ہوجائیں گے جہاں ان کی تباہی اور بربادی مقدر ہوچکی ہے۔ اس حقیقت کی جانب قرآن کریم میں واضح اشارہ موجود ہے:

"ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم زمین میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تمہیں ایک جگہ جمع کرکے لے آئیں گے" (بنی اسرائیل: 104)

پاکستانی سیاست میں وراثت اور تجارت کے داخلہ سے نظامِ حکومت، جمود کا شکار ہے۔ سیاستدان اس ملک کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھتے ہیں اور تجارت کرنے کے نظریہ سے سیاست میں آئے ہیں۔ وراثت کا عنصر اس قدر مضبوط ہے کہ اگر آپ بھٹو کی بیٹی نہ ہوتیں تو کبھی پاکستان کی وزیراعظم نہ بن سکتیں۔ یہاں لوگوں کی قدر و منزلت ان کی اہلیت کی بنا پر نہیں کی جاتی۔ نااہلی کا یہ حال ہے کہ صدر سے لے کر چپڑاسی تک، کوئی بھی اپنی اہلیت یا میرٹ کی بنا پر اپنے عہدے تک نہیں پہنچا۔ ہمارے ہاں پائی جانے والی جمہوریت کا مغربی ایڈیشن بڑے پیمانے پر اصلاح طلب ہے۔ اگرچہ آپ دخترِ مشرق کہلاتی ہیں لیکن آپ کی تعلیم و تربیت آکسفورڈ اور ہارورڈ جیسے سکہ بند مغربی اداروں میں ہوئی ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک کا یہ سب سے عظیم المیہ ہے کہ یہاں مغرب کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حکومت ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے فرمایا تھا:۔

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنٹر سب بلوری ہیں' یاں ایک پرانا مٹکا ہے

اب صرف' مٹکے ہی نہیں بلکہ یہاں کی سیاست میں لوٹے' لفافے' ڈبے اور بریف کیس بھی شامل ہو چکے ہیں۔ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ جمہوری نظام بجائے خود آخری منزل نہیں بلکہ حصول مقصد کی طرف ایک قدم ہے۔ الیکشن 93 میں 55 فیصد عوام نے ووٹ نہ ڈال کر اس نظام سے بیزاری کا اظہار کردیا ہے۔ چند فیصد ووٹ حاصل کرنے والے خود فیصلہ کریں کہ وہ کس جمہوری اصول کی بنیاد پر سو فیصد عوام کی نمائندگی کا حق ادا کر رہے ہیں اور کس مینڈیٹ کی بات کرتے ہیں۔ اکثریت کی حکومت کا اصول غلط ثابت ہو چکا ہے۔ نیز یہ انتخابات کسی قومی معاملہ (Issue) کی بجائے شخصیات کی بنیاد پر منعقد ہوئے۔ لہٰذا یہ ثابت کرنا کہ نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کوئی ایشو نہیں ہے انصاف پر مبنی نہیں۔

بہرحال کمپیوٹر جیت گیا' عوام ہار گئے۔ اسمبلیوں میں ہندسوں کا کھیل (Game of Numbers) شروع ہوا۔ کوئی بھی پارٹی تن تنہا حکومت بنانے کے قابل نہیں تھی۔ بات پھر وہیں ہارس ٹریڈنگ تک جا پہنچی۔ لہٰذا سپورٹس مین سپرٹ' اپوزیشن کو جائز مقام دینے' مخالفت برائے مخالفت نہ کرنے' اقتدار کی میوزیکل چیئر کا کھیل جاری نہ رکھنے' اکھاڑ پچھاڑ نہ کرنے کی بات اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

موجودہ نظام انتخابات اور اس میں ہونے والے اسراف و تبذیر کے شیطانی عمل کو وفاقی شرعی عدالت غیر اسلامی قرار دے چکی ہے لیکن حکومت حسب عادت اپیل میں چلی گئی اور اب تک اس فرسودہ نظام کو باقی رکھے ہوئے ہے۔ الیکشن کمیشن کے اختیارات محدود ہیں۔ آئینی تقاضے پورے کرنے کے لئے مناسب قانون سازی نہیں کی گئی۔ امیدوار کی تعلیمی اہلیت اور دیانتداری کا اعلیٰ معیار نہیں پرکھا جاتا۔ ووٹر کی صرف عمر کی حد مقرر کرنے کی بجائے اس کی ذہنی استعداد اور اخلاقی حالت کو جانچنا بہت ضروری ہے۔ امیدوار کے علاوہ ووٹر کا معیار بھی مقرر کیا جائے۔ مزارعت' برادری اور سرداری نظام کے اثرات کو ختم کیا جائے۔ دھن' دھونس اور دھاندلی کے امکانات کا سدباب کیا جائے۔ انتخابی اخراجات امیدوار کے ذمہ نہ ہوں بلکہ اس کا تعارف ذرائع

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ابلاغ کے ذریعہ الیکشن کمیشن کے انتظام پر کرایا جائے۔☆

دور رس انتخابی اصلاحات کے بغیر موجودہ نظام "جمہوری" کہلانے کا مستحق نہیں۔ سیاسی نظام ہی نہیں بلکہ سماجی اور اقتصادی میدانوں میں بھی اسلامی بنیادوں پر انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔

عارضی حد بندیوں کے ٹوٹنے اور نوع انسانیت کے قریب آجانے کی بناء پر آپ نے جس عالمی گاؤں (Global Village) اور نئے عالمی نظام کا ذکر کیا ہے وہ ظالمانہ صیہونی نظام میں جکڑا ہوا ہے۔ تیسری دنیا کے عوام کو اس میں "پینڈو" سے زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ اقوام متحدہ کا روبہ زوال ادارہ بھی یہودی عزائم کی تکمیل کے لئے بنایا گیا ہے اور اسی کو وہ اپنی عالمی حکومت (World Government) کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اس ادارہ میں مسلمان ممالک کی واضح اکثریت کے باوجود انہیں ویٹو کا حق حاصل نہیں ہے۔ انسانی بنیادی حقوق کے اپنے ہی چارٹر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے متعدد ممالک پر اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جن کے نقصان دہ اور مہلک اثرات بے گناہ عوام کو برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ اس تناظر میں دنیا بھر کی مظلوم اقوام' خصوصاً اسلامی ممالک کو اپنے لئے علیحدہ لائحہ عمل اور اپنے الگ عالمی ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کرہ ارض کی یہ عظیم بستی واقعی انسانوں کے بسنے کے قابل بن سکے۔ اس ضمن میں پاکستان کیا کردار ادا کرتا ہے؟ اس کا انتظار ہے۔

آخر میں آپ کے اس عندیہ کی جانب آتا ہوں جس میں امریکہ سے تعلقات کی بحالی کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ امریکی حکمرانوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ کسی اسلامی ملک سے ہمدردانہ رویہ رکھیں گے قطعاً عبث ہے۔ روس کے زوال کے بعد اب دنیا یکطرفہ ہو کر طاقت کا توازن کھو چکی ہے۔ طاقت کا یہ توازن اسلامی دنیا اپنے اتحاد کے ذریعہ قائم کر سکتی ہے بشرطیکہ اس مقصد کے حصول کے لئے خلوص دل سے کام کیا جائے۔

☆: مذکورہ اصلاحات کی تجویز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ ملک میں مغربی جمہوری نظام تو موجود ہے اور اسی سے "اسلام" کی طرف پیش قدمی کا طریق کار اختیار کر لیا جائے جو مروجہ لادینی نظاموں میں بتدریج اسلام کی بعض اخلاقی تعلیمات کی پیوند کاری کی صورت ہو۔ لیکن یہ معذرت خواہانہ نکتہ نظر کچھ اسلام پسندوں کی خواہش تو ضرور ہو سکتا ہے تاہم اس طرح سرمایہ دارانہ معیشت اور قومیت کا دیوئے استبداد ہی آزادی کی نیلم پری کے روپ میں رقص کرتا رہے گا' کوا مور بننے سے تو رہا (محدث)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نیا معاہدہ عمرانی

پاکستان کی سوہنی دھرتی عرصہ دراز تک سرزمین بے آئین رہی ہے۔ اسے جو آئین عطا ہوئے ان میں سے اکثر آمروں کے تیار کردہ تھے اور آمروں نے ہی انہیں پرزے پرزے کرکے ردی کی ٹوکری کی نذر کردیا یا پھر برسوں تک معطل کئے رکھا۔ نظریہ پاکستان کی پاسداری اس مملکت کے آئین یا اس میں کی گئی ترامیم کا بنیادی تقاضا ہونا چاہیے۔ اس کے علی الرغم صورت حال یہ ہے کہ غیراسلامی دفعات جوں کی توں بحال ہیں اور ان کے سائے میں غیر ملکی آقاؤں کے عطا کردہ پچھلی صدی کے قوانین کی عملداری بھی اب تک قائم ہے۔ عدالتی ضابطوں، مسلم شخصی قوانین اور آئین کی غیراسلامی دفعات کو شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا ہے۔ (دفعہ 203۔ بی) آئین کے دیباچہ میں اقرار کیا گیا ہے کہ پوری کائنات پر اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے اور اس کی عطا کردہ حدود میں پاکستان کے عوام اس اختیار کو ایک مقدس امانت کے طور پر استعمال کریں گے۔ لیکن آگے چل کر خالص مغربی پارلیمانی نظام اور لادین یا سیکولر نظریات کو تحفظ دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح شرک فی الاطاعت کا راستہ کھول کر اسلام کے بنیادی نظریہ توحید پر کاری ضرب لگائی گئی جس سے وطن عزیز کے اساسی نظریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

اللہ کی وحدانیت کا نظریہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اس حقیقت کو نوع انسانیت تک پہنچانے اور اس کا اعتراف کرانے کے لئے تمام انبیاء مبعوث ہوئے۔ توحید کے اثبات اور اس کے تقاضوں کی عملداری کا نام اسلام ہے۔ بقول اقبال ؎

یہی دین محکم، یہی فتح باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا خالق ہونے کے ناطے ان کی ضروریات، رجحانات، عیوب اور محاسن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے قوانین اور احکامات نازل فرمائے ہیں جو قیامت تک کے لئے غیر مبدل ہیں۔ اللہ کی ذات کو سب سے بڑی قانون ساز ہستی تسلیم کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ ارادہ و اختیار اور حکم صرف اللہ کا چل سکتا ہے۔ نیز

"کیا وہ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟ اللہ کے قانون سے بہتر کون سا قانون ہو سکتا ہے"

(المائدہ: آیت 50)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ کافر، ظالم اور فاسق ہیں"
(المائدہ: آیات 47,45,44)

لہٰذا پارلیمنٹ کو صرف غیر منصوص امور میں محدود قانون سازی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبران انسانی کمزوریوں سے مجبور ہو کر اپنے ذہنی تحفظات اور مفادات سامنے رکھ کر قانون سازی کرتے ہیں اور اکثر اوقات حکمرانوں کے اشارہ ابرو کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ قانون سازی کے نازک مرحلہ میں ان سے غلطی اور خطا کے ارتکاب کا امکان رہتا ہے۔ پارلیمنٹ کی بھاری اکثریت کتاب و سنت کی تعلیمات سے نابلد ہے اور اعلیٰ تعلیمی معیار اور اخلاقی اہلیت کے پیمانوں پر پورا نہیں اترتی۔ بہت سے ارکان بلدیاتی اداروں سے آئے ہیں اور قانون سازی کے اصولوں پر توجہ دینے کی بجائے سڑکیں بنوانے، نالیاں کھدوانے اور بجلی کے کھمبے لگوانے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

پاکستان کی قانون ساز اسمبلیوں میں قانون سازی کے دوران قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرنے کا کوئی طریق کار موجود نہیں ہے۔ اس ضمن میں اسلامی نظریاتی کونسل کی حیثیت صرف نمائشی ہے۔ اس کی تحقیق پر مبنی رپورٹوں کو نہ کبھی قابل التفات جانا گیا اور نہ کبھی انہیں کوئی اہمیت دی گئی۔ پارلیمنٹ میں غیر مسلم ارکان اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن مسلم ارکان کی تفریق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون سازی پر فیصلہ کن انداز میں اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ بلکہ قومی اسمبلی کے بعض اقلیتی ارکان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے حلف اٹھاتے وقت "نظریہ پاکستان کے تحفظ" کی عبارت پڑھنے سے انکار کر دیا۔ متعدد حکمران اپنے معنوی آقاؤں کو خوش کرنے کی خاطر اپنے آپ کو سیکولر ثابت کرنے کے لئے اسلامی قوانین کو وحشیانہ قرار دینے اور اپنے بنیاد پرست مسلمان نہ ہونے کا اقرار کر چکے ہیں۔

کئی سال کی ردوقدح کے بعد جو شریعت بل پاس کیا گیا اس میں سود کو تحفظ دینے کے علاوہ فرسودہ سیاسی نظام کو قرآن و سنت کی بالادستی سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ قرارداد مقاصد اور دیگر اسلامی دفعات کو محض اشک شوئی کے لئے آئین میں شامل کیا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان دفعات کو دیگر آئین پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ نفاذ اسلام کی راہ مزید دشوار ہو گئی۔ دفعہ 227 میں اسلام کے نام پر فرقہ سازی اور اپنے اپنے شخصی قوانین پر عمل پیرا ہونے کی کھلی چھٹی دے کر اس حکم خداوندی سے روگردانی کی گئی ہے۔

"جن لوگوں نے دین کو فرقوں میں تقسیم کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے ان

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے آپ کا کوئی تعلق نہیں" (الانعام: آیت 159)

متعدد دفعات میں قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کا جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ دفعہ 268 اور (203-بی) میں بڑی حد تک واپس لے لیا گیا ہے۔ دفعہ 251 میں اردو کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کرنے کے لئے پندرہ سال کا وعدہ کیا گیا۔ یہ مدت اگست 1988ء میں ختم ہو گئی لیکن ہنوز اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اس پر مستزاد یہ کہ دفعہ 254 میں کوئی کام متعینہ مدت میں تکمیل پذیر نہ ہونے پر اس مدت کے جاری رکھنے پر اصرار قرآن کے اس حکم کی خلاف ورزی ہے جس میں وعدہ کی پاسداری اور جوابدہی پر زور دیا گیا ہے۔ متعدد دفعات میں غاصب حکمرانوں کے افعال' ضوابط اور مارشل لاء دور کے کالے قوانین کو تحفظ دیا گیا ہے۔

1953ء کے پنجاب کے فسادات کے ضمن میں پیش کی گئی جسٹس منیر رپورٹ میں نفاذ اسلام کے بلند بانگ دعوؤں اور بے حقیقت وعدوں کے حوالہ سے قرارداد مقاصد پر تنقید کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ اس میں مقتدر اعلیٰ اور جمہوریت کے الفاظ غلط طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک اسلامی ریاست کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ قرآن و سنت کے کسی قانون کو منسوخ یا تبدیل کر دے۔ اب یہ قرارداد آئین کا باقاعدہ حصہ ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ابہامات کو دور کیا جائے اور آئین میں ایسی ترامیم نہ کی جائیں جن سے یہ مزید تضادات کا مجموعہ بن جائے۔ مغرب کی اندھی تقلید کی بناء پر اس ملک کو مستحکم سیاسی' آئینی اور قانونی نظام نصیب نہیں ہو سکا۔ جس قوم کے پاس قرآن کی صورت میں ایک مکمل اور تضادات سے پاک آئین موجود ہو اسے ادھر ادھر جھانکنے کی حاجت نہیں رہتی۔

برطانیہ کا آئین میگنا کارٹا غیر تحریری صورت میں ہوتے ہوئے بھی اپنی عملداری منوا سکتا ہے تو قرآن کریم اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع دستاویز ہو کر پاکستان کا آئین کیوں نہیں ہو سکتا۔

تو همی دانی کہ آئین تو چیست؟
زیر گردوں سر تمکین تو چیست؟
آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لا یزال است و قدیم

(اقبالؒ)

(کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا آئین کون سا ہے اور آسمان تلے تمہاری تمکنت کا راز کیا ہے؟ وہی زندہ کتاب یعنی قرآن حکیم ----- جس کی حکمت لازوال اور قدیم سے ثابت شدہ ہے)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صرف آئین پر ہی موقوف نہیں بلکہ بہت سے ایسے قوانین سالہا سال سے نافذ ہیں جو پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں اور جن میں اصلاح کی توفیق پارلیمنٹ کو نہیں ہو سکی۔ خصوصاً جو قوانین اسلام کے نام پر نافذ کئے گئے ہیں اسلام سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا قیام اسلامی حکمت کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ لیکن پاکستان میں نظام زکوٰۃ کا مثلہ کر کے نافذ کیا گیا۔ اموالِ باطنہ پر زکوٰۃ کاٹ لی گئی۔ تیس ہزار روپے نصاب رکھنے کی بجائے تین ہزار روپے پر ایک سال گزارنے سے پہلے بینکوں میں زکوٰۃ وضع کر لی گئی۔ بعض فرقوں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ امانتوں، قرضوں اور سود پر بھی زکوٰۃ کاٹ لی گئی۔ زکوٰۃ کے نظام کی موجودگی کے باوجود اس کے مترادف بے شمار سیکولر ٹیکس بشمول انکم ٹیکس اور ویلتھ ٹیکس نافذ رہے۔ اسی طرح مسلم عائلی قوانین کئی عشروں سے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں۔ اسلام نے مردوں کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اس کے علی الرغم عائلی قوانین نے پہلی بیوی اور ثالثی کونسل سے اجازت لینا ضروری قرار دے کر خلاف ورزی پر پانچ ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا کا مستوجب ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ شادی کے جائز راستہ کو مشکل بنا کر ناجائز جنسی تعلق کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اس طرح فحاشی اور بے راہروی کو مزید فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بارہا اس قانون کی منسوخی کی سفارش کی مگر بے سود۔ وزارتِ قانون نے 1980ء میں اپنے ایک آرڈر میں ان قوانین کے بارے میں اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی:

> "مسلم عائلی قوانین کا آرڈیننس 1961ء قطعی طور پر غیر اسلامی ہے۔ یہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ اس میں ارتداد کی حد تک قرآنی قانون میں ترمیم کی جراءت کی گئی ہے۔ اس کا باقی رکھنا ایک الزام ہے۔ یہ ایک دھبہ ہے، سیاہ دھبہ، اسلام کے روشن چہرے پر اور ہمارے اسلامی ملک کے چہرے پر۔ ایسے قانون بلکہ اس کے نام کو بھی باقی نہیں رہنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ اس قانون کو یکسر منسوخ کر کے اس دھبے کو قطعی طور پر صاف کر دیں"

لیکن افسوس کہ عائلی قانون کا یہ بدنما داغ ابھی تک موجود ہے اور اس کی منسوخی کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ استعماری دور کے یادگار قوانین اور ضابطوں کی بھرمار ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح ہماری قوم بھی اپنے ہاتھ سے سامری کا بچھڑا بنا کر اس کی پوجا کرتی ہے۔ انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے نہ کہ پرپیچ الفاظ اور ضابطوں کی اندھی تقلید۔ ہم اپنے ہاتھ سے قانون بناتے ہیں اور پھر اس کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ اسلام کا نظام قانون جج کو لکیر کا فقیر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نہیں بنا تا بلکہ اسے وسیع اختیارات دے کر قیام انصاف کے بہتر مواقع فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرعی قوانین زیادہ تر ججوں کے وضع کردہ ہیں۔ لہٰذا جس قدر جلد ہوسکے دور غلامی کی یادگار تمام قوانین کو منسوخ کردیا جائے۔ اسلامی قانون اس کی جگہ لے کر بہتر انصاف فراہم کرسکتا ہے۔

مفکر پاکستان علامہ اقبال کی اسلام کے احیاء اور غلبہ سے وابستگی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناحؒ نے بھی اہل پاکستان کے لئے جو معاہدہ عمرانی تجویز کیا ہے وہ اقبال کے افکار اور نظریات سے مختلف نہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تکمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرسکتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی احکام اور اصول کی حکمرانی ہے جس کے لئے لامحالہ آپ کو الگ خطہ زمین ضرور چاہیے" (1941ء: عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

لا الہ اللہ کا اقرار سب سے بڑا معاہدہ عمرانی ہے جو مقتدر اعلیٰ اور انسانوں کے درمیان طے پاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں تیار ہونے والے ضابطہ حیات کو اسلام کہتے ہیں۔ یہ اقرار اللہ تعالیٰ نے انسانی جبلت میں شامل کردیا ہے اور نوع انسانی کی دنیا میں آمد سے قبل ارواح سے توحید باری کا حلف اٹھوایا گیا تھا۔ اس معاہدہ عمرانی کی موجودگی میں کسی نئے معاہدہ کی ضرورت کم از کم ایک اسلامی ریاست کو درپیش نہیں ہونی چاہیے۔ اسی معاہدہ عمرانی کے نفاذ کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ بقول قائد:

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ صرف ایک خطہ زمین حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں"۔

(13 جنوری 1948ء: اسلامیہ کالج پشاور)

"پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم گذشتہ دس سال سے مسلسل کوشش کر رہے تھے اب خدا کے فضل سے ایک حقیقت ثابتہ بن کر سامنے آچکا ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس آزاد مملکت کا قیام مقصود بالذات نہیں تھا بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا تاکہ ہمیں ایک ایسی مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں اور سانس لے سکیں۔ اور جہاں اسلام کے عدل عمرانی کے اصول آزادانہ طور پر روبہ عمل لائے جاسکیں" (11- اکتوبر 1947ء: خالق دینا ہال، کراچی)

© rasa[redacted]jaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"مسلمان پاکستان کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس میں اپنے ضابطہ حیات' ثقافتی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں" (21 نومبر 1948ء: پشاور)

"میں تو یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ لوگوں کو اس استفسار کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو گا یا نہیں؟ اسلامی اصول تو ایسے ہیں جن کی نظیر دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح کار آمد ہیں جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے تھے"

(25 جنوری 1945ء: سندھ بار)

"مغرب کے معاشی نظام نے نوع انسانی کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اس نظام کی رو سے ہم اپنا نصب العین یعنی عوام کی خوش حالی اور اطمینان کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ للذا ہمیں اپنا راستہ آپ تراشنا چاہیے اور دنیا کے سامنے وہ نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے نوع انسانی کی مساوات اور عدلِ عمرانی کے تصور پر مبنی ہو۔ صرف یہی طریقہ ہے جس سے ہم اس فریضہ سے عہدہ براء ہو سکیں گے جو ہم پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتا ہے۔ ہم دنیا کو وہ پیغام دے سکیں گے جو اسے تباہیوں سے بچالے اور نوع انسانی کی بہبود و مسرت اور خوشحالی کا ضامن ہو سکے۔ یہ سب کچھ کسی اور نظام سے نہیں ہو سکتا" (یکم جولائی 1948ء: اسٹیٹ بنک' کراچی)

محمد علی جناحؒ کے بیانات سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ آئین کی تشکیل اور ضمنی قانون سازی کے لئے اسلامی اصولوں کو کافی سمجھتے تھے۔ ان کی موجودگی میں کسی نئے معاہدہ عمرانی کی نہیں بلکہ عدل عمرانی (سوشل جسٹس) کی ضرورت ہے۔ جس کی کمی کی وجہ سے موجودہ سیاسی نظام بحران کا شکار ہے۔

نئے معاہدہ عمرانی (نیو سوشل کنٹریکٹ) کا نعرہ گہرے تجزیہ اور بحث و تمحیص کا محتاج ہے۔ نئے عمرانی معاہدہ کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کوئی نئی مملکت وجود میں آئے۔ ریاست کے قیام' اداروں کی تشکیل اور بنیادی حقوق کے معاملات تصفیہ طلب ہوں۔ عوام اور حکمرانوں کے حقوق و فرائض اور اختیار کا تعین "معاہدہ عمرانی" کہلاتا ہے۔ یورپ میں سول وار کے بعد نئے عمرانی معاہدہ کی تشکیل کی ضرورت پیش آئی تھی۔ چنانچہ انقلاب فرانس سے قبل ہی سیاسی مفکرین نے نئے ریاستی نظام کے خدوخال وضع کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ہابز' بینتھم' جان لاک' روسو اور ٹی ایچ گرین کے نام ماضی قریب کے مفکرین میں شامل ہیں۔ انہوں نے ریاستی اداروں کی تشکیل کے لئے نظریاتی عمارت کی تعمیر ارسطو' افلاطون اور سقراط کی رکھی ہوئی بنیادوں پر شروع کی۔ شاطرانہ سیاست کے ماہرین میں میکیاولی کا نام آتا ہے۔ ہیگل کے فلسفہ کے بعد مارکس کے نظریات

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے انقلاب روس کی بنیاد رکھی۔ اس تناظر میں ہمارے ہاں سیاسی نظام کو کوئی بڑی تبدیلی یا ہمہ گیر انقلاب برپا نہیں ہوا جس کی بنیاد پر ایک نئے معاہدہ عمرانی کی حاجت ہو۔ آٹھویں ترمیم سے صدر کے اختیارات میں کمی یا اضلاع میں گورنروں کے تقرر کے لئے نیا عمرانی معاہدہ درکار نہیں۔ بلکہ اسے بجاطور پر "اقتدار کی جنگ" کا نام دیا جاسکتا ہے۔

اس ضمن میں جو سب سے بڑا تیر چلایا جارہا ہے وہ ہر ضلع میں گورنر کے تقرر کا معاملہ ہے۔ اس طرح پاکستان بھر کے تمام اضلاع کے لئے 80 گورنر درکار ہوں گے۔ ایک غریب ملک جو حکمرانوں کے اللوں تللوں کی وجہ سے پہلے ہی دیوالیہ ہوچکا ہے' اتنے گورنروں کا بوجھ کیسے برداشت کرسکے گا۔ جہاں تک اختیارات کی تقسیم اور عدم مرکزیت کا سوال ہے' تو وہ پہلے سے موجود ہے۔ بلدیاتی ادارے ہیں' ضلع کونسل کے چیئرمین ہیں' پھر صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ممبران اور سینٹر حضرات ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ پھر جہاں علاقائی اور لسانی تعصب اپنے عروج پر ہو یہ تقسیم در تقسیم ملکی استحکام کی بجائے انتشار کا سبب بن سکتی ہے۔ کنفیڈریشن کا نعرہ لگانے والوں میں خود محترمہ کے ایک ٹیلنٹڈ انکل بھی شامل ہیں۔ اس اسکیم سے صرف بے روزگار سیاسی کارکنوں کو گورنر بننے کا موقع فراہم ہوسکے گا۔ اس طرح بلدیاتی اداروں' ضلعی انتظامیہ' پارلیمنٹ' سینٹ' وزارت عظمیٰ اور صدارت' غرض تمام اداروں پر ایک پارٹی کا تسلط ہوگا۔ لہٰذا محترمہ کو اپنے والد کی طرح ایک مطلق العنان حکمران بننے کا موقع فراہم ہوسکے گا۔ ہمیشہ ایک پارٹی کی حکومت یا مطلق العنانی کی خواہش کم از کم پارلیمانی جمہوریت میں زیب نہیں دیتی۔ لہٰذا سوشل کنٹریکٹ کے نعرہ کا تجزیہ اس پہلو سے کیا جانا ضروری ہے۔ اسی اقتدار کی جنگ اور انتشار و افتراق کی پالیسی کی وجہ سے سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ پیش آیا جس کا صدمہ ابھی عوام کے ذہنوں سے محو نہیں ہوا۔ اس کی تاریخ میں بڑے بڑے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ نیو سوشل کنٹریکٹ کے نام سے ایک اور پنڈورا باکس کھولنے سے گریز کیا جائے۔

علاقائیت اور مذہبی تعصب کے بارے میں قائدؒ کا نکتہ نظر ملحوظ خاطر رہے:

"میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی مرض کے اس تعصب کو دل سے دور کریں۔ یہ امر اس برصغیر کے مسلمانوں کے لئے لعنت ہے کہ ان کا ذہن ابھی تک سندھی' پنجابی' پٹھان اور دھلوی کے تنگ دائروں میں گھوم رہا ہے"۔ (26 جنوری 1948ء خطبہ عید میلادالنبی ﷺ)

"اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ سب اس بات پر مجھ سے متفق

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہوں گے ہم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ آخرالامر مسلمان ہیں۔ للذا اگر آپ ایک ملت بنا چاہتے ہیں تو خدا کے لئے صوبہ جاتی تفریق کو خیرباد کہئے۔ تفریق اور مذہبی فرقہ بندیاں' شیعہ سنی وغیرہ لعنت ہیں" (21 مارچ 1948ء جلسہ عام ڈھاکہ)

پاکستان میں شامل انتظامی اکائیوں میں دوری پیدا کرنے کی بجائے انہیں مستحکم بنانا اس لئے لازم ہے کہ آئین کے دیباچہ میں وفاق کو مضبوط کرنے کے لئے نہ صرف پاکستان کے علاقوں بلکہ ان خطوں کو بھی جو پاکستان کا حصہ نہیں ہیں کو پاکستان میں شامل کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اگرچہ اس نکتہ پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا' لیکن در حقیقت یہ ایک عظیم فریضہ ہے جس سے اب تک روگردانی کی گئی۔ کشمیر' جوناگڑھ اور حیدر آباد دکن کی غلامی اسی غفلت کا نتیجہ ہے۔ دیگر مسلم ریاستوں اور علاقوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے ذریعہ یا کسی اور صورت میں ایک وحدت میں متحد ہو جائیں۔ خلافت اسلامیہ یا ایک عظیم تر اسلامی حکومت کا قیام امت مسلمہ کا دینی فریضہ ہے جس سے گریز کی بنا پر مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ پاکستان اس ذمہ داری سے بخوبی عہدہ برا ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس منزل کی جانب پہلے قدم کے طور پر مسلمانوں کی اپنی اقوام متحدہ قائم ہو جائے تو عالم اسلام دشمنوں کی سازشوں اور صیہونی طاقتوں کی بلیک میلنگ سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

وطنیت کا بت عالم اسلام کے اتحاد میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسلم ممالک قومی ریاستوں کی صورت میں بٹے ہوئے ہیں۔ ابھی تک دنیا میں صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست وجود میں نہیں آسکی۔ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے قومی ریاستوں کا خاتمہ اولین تقاضا ہے۔ اسلام کے معاہدہ عمرانی کا یہی مطالبہ ہے۔ لیکن اقتدار کے پجاریوں اور استعمار کے حواریوں نے عالم اسلام کی بندر بانٹ کر رکھی ہے۔۔ جبکہ کچھ علاقے دشمنوں کے غاصبانہ قبضے میں ہیں جو وہاں ہر ممکن ظلم و جور و ستم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاہدہ سے گریز کی بنا پر مسلم اور دیگر اقوام روبہ زوال ہیں۔ انہیں ہوش میں لانے کے لئے مشیتِ خداوندی کی جانب سے ارضی اور سماوی حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن عبرت حاصل کرنے والوں کی کمی ہے۔ اس حوالہ سے اگر روس اور مشرقی یورپ کی شکست و ریخت' بھارت کے تباہ کن زلزلہ' امریکی آتشزدگی (کیلیفورنیا فائرز) اور پاکستان کے پارلیمنٹ ہاؤس کی تباہی کا تجزیہ کیا جائے تو عبرت پکڑنے والوں کے لئے ان واقعات میں بڑے اسباق پنہاں ہیں۔ خصوصاً بھارت کو اہل کشمیر کا قتل عام' حضرت بل کی مسجد کا محاصرہ اور بابری مسجد کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

انہدام بڑی سے بڑی سزا کا مستحق بنا چکا ہے۔ اور بعید نہیں کہ پورا بھارت ٹکڑوں میں بٹ جائے۔ وقت کی پکار یہ ہے کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر رہنمایانِ قوم اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اور افتراق و انتشار سے بچتے ہوئے ملت کی قیادت کریں۔ اقتدار کے بے وقعت کھیل سے دامن بچا کر اہل پاکستان کو غفلت سے بیدار کریں اور امت کو دشمنوں کے چنگل سے چھڑانے کے لئے جہاد کی تیاری کریں۔ اگر اس موقع پر قوم کو مخلص قیادت فراہم نہ ہوئی تو تاریخ کا بے رحم دھارا کسی کا لحاظ نہیں کرے گا۔ آج روحِ اقبال بندۂ مومن سے فریاد کناں ہے ۔

لا پھر اِک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی!
تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی!

ڈاکٹر محمود الرحمن فیصل

اردو/عربی کمپوزنگ کروانے والے حضرات کیلئے

عظیم خوشخبری

دینی اور عربی مضامین کی کمپوزنگ کروانے والے حضرات کی اشد ضرورت کے پیش نظر ادارہ ہذا کے "شعبہ کمپیوٹر سائینسز" نے دینی کتب کی کمپوزنگ کے دوران پیش آنیوالی اکثر فنی مشکلات کے حل دریافت کر لئے ہیں۔ جن میں سے قابل ذکر کامیابی یہ ہے کہ اردو کی بہترین کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ عربی کے بہترین خط بھی ایک ہی عبارت میں جمع ہونے ممکن ہیں۔ جیسا کہ آپ اس شمارے میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خصوصی الفاظ جو صحیح نہیں آتے تھے (مثلاً تحفۃ الاحوذی ' الصحیح اور قسطلانی وغیرہ) ان کو درست کر لیا گیا ہے ' اور بعض پر تاحال کام جاری ہے۔ اسی طرح نصوص کے لئے علامتی بریکٹ مثلاً ﴿یعلمهم الکتاب والحکمة﴾ ﷺ اور رضی اللہ عنہ کی قسم کے الفاظ وغیرہ۔ اور اسی قبیل کی دیگر ضروریات کہ جن کے بعد کسی بھی دینی مواد کی کمپوزنگ بہترین انداز میں ممکن ہو سکے۔

اسی طرح عربی کا بہترین کمپیوٹر بے شمار خطوط میں اور اعراب کی مکمل سہولتوں کے ساتھ بھی موجود ہے۔ احباب کے اصرار پر اس کام کو کاروباری انداز میں شروع کر دیا گیا ہے۔

تفصیلات کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

رحمانیہ کمپوزنگ سنٹر ۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون نمبرز: 5836016/852897

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ